پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان*

استحکام پاکستان کیلئے مذہب کا کردار

(تلخیص برائے مقالہ۔۔دوروزہ کانفرنس: پاکستان کو درپیش تحدیات ومسائل کا حل)

یہ مشیت ایزدی تھی کہ خاتم النبیین ﷺ کا پیغام چاردانگ عالم میں پھیل کر رہے۔ ہندوستان کی سرزمین پر عرب تاجروں کے ذریعے سواحل مالا بار کے لوگ اسلام کی منور وتاباں تعلیمات پہنچنے پر متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ تاریخ میں برصغیر پاک کا وہ پہلا فرد جو اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی سادہ تعلیمات اور عقائد وعبادات کا رسید ہو کر رہا' وہ مکران و مالا بار کے سواحل ہی کا آدمی تھا۔ اس لئے ایک موقع پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا کہ ''پاکستان اس دن وجود میں آیا تھا جب برصغیر پاک و ہند کا پہلا غیر مسلم مسلمان بن گیا۔ یہی وہ تاریخی لمحہ تھا جب ہندوستان کی سرزمین پر مسلم اور غیر مسلم' دو قوموں کا وجود تشکیل پذیر ہوا۔ اس کے بعد سندھ وہ علاقہ ہے جہاں مسلمان فاتح کی حیثیت سے آئے اور سندھ کا علاقہ باب الاسلام کہلایا۔ اس کے بعد منگول ترک' مغل' پٹھان اور افغان ہندوستان پر حکمرانوں کی حیثیت سے صدیوں تک حکومت کرتے رہے لیکن پھر برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں اپنے حکمرانوں اور بادشاہوں کی نالائقی' نااہلی اور حکمران طبقات کی باہمی چپقلش اور مذہبی فرقہ پرستانہ آویزش کے باعث سیاسی اقتدار سے محروم ہو کر غلامی کی بدترین شکل میں گرفتار ہو گئے۔ جو شخص بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور حکمرانی کی تاریخ پر تھوڑی سی بھی نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلمان ہندوستان میں باعزت مقام کے حامل تھے کیونکہ وہ حکمران تھے لیکن جب ان سے حکومت چھن گئی تو ان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بارے میں ایک انگریز مؤرخ ویلیم ہنٹر اپنی کتاب Our indian Musalmans میں لکھتا ہے کہ ''حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت کلکتہ کا شاید ہی کوئی سرکاری
دفتر ہو' جس میں کوئی مسلمان چپڑاسی یا نائب قاصد سے اوپر کے کسی عہدے کی تمنا کر سکے'' کلکتہ کے

* ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سنٹر' پشاور یونیورسٹی

اس زمانے کے ایک فارسی اخبار دور بین نے یہ بات ریکارڈ پر لائی تھی کہ ''ہر قسم کی چھوٹی بڑی ملازمتیں بتدریج مسلمانوں سے چھین چھین کر دوسروں' بالخصوص ہندوؤں کو دے دی گئیں''۔

سید حسن ریاض نے اس صورتحال کے بارے میں اپنی کتاب ''پاکستان ناگزیر تھا'' میں پاکستان کے قیام کی ضرورت کے بارے میں لکھا ہے کہ ''ہندوستان کا حقیقی اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں سے جنگ پلاسی کے بعد نکل گیا۔ اس کے کچھ عرصہ ہی کے بعد ہندوؤں نے مسلمانوں پر اپنی تعداد کی زیادتی کے زعم پر وہ حملے شروع کر دیئے جو تاریخ میں فرقہ وارانہ ہنگاموں کے نام سے مشہور ہیں اور تقسیم ہند کے وقت مسلسل جاری رہے۔ یہ کبھی قربانی پر' کبھی اذان پر اور کبھی مسجدوں کے سامنے جم کر یا ہارن بجانے پر ہوتے تھے جس کے لئے تلک نے یہ کہہ کر ہندوؤں کو اشتعال دلایا تھا کہ مسجدوں کے سامنے باجا بجانا ہندوؤں کا حق ہے۔ کبھی ٹھیک مغرب کی نماز کے وقت مسجد کے قریب گھنٹیاں اور گھنٹے اور گانے بجانے پر ہوتے تھے جس کو اڑتی کہتے ہیں''۔

ہندوستان پر انگریزوں نے اقتدار کی مضبوطی کے بعد مسلمانوں کو معاشی لحاظ سے تباہ کر کے رکھ دیا اور ان کے ملی وجود اور تشخص کو مٹانے کے لئے انگریز اور ہندو نے گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ انگریزوں نے اپنے اقتدار کے دوران مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ مٹانے کے لئے انگریز اور ہندو نے گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ انگریزوں نے اپنے اقتدار کے دوران مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ 1857ء سے 1947ء کا عرصہ مسلمانان ہند کا دور ابتلائے عظیم ہے ہاں اس میں کچھ مخصوص لوگوں کے لئے کچھ خوشحالی بھی تھی۔ کچھ ملازمتیں اور کچھ جاگیریں بھی' نوابیاں بھی اور خان بہادر کے خطابات بھی' لیکن یہ سب کچھ انگریز کے لطف و کرم اور اس کے ساتھ اپنی وفاداری و سازگاری کا نتیجہ تھا ورنہ عمومی طور پر انگریز کی طے شدہ پالیسی یہ تھی کہ ہندوؤں کو ہر لحاظ سے مستحکم کیا جائے اور مسلمانوں کو درماندہ و پسماندہ رکھا جائے۔ ڈیڑھ صدی تک انگریز اور ہندو نے مل کر مسلمانان ہند کو اس مقام پر پہنچایا جہاں اولیائے امت نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں کہ پروردگار! ہمارے اسلاف کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کہ ہمیں اس ابتلاء اور آزمائش سے نجات عطا فرما۔ دعائیں قبول ہوئیں اور مشیت ایزدی نے خالص تکوینی تائیر کے تحت ایسے حالات پیدا کئے کہ عالم اسلام کی سب سے بڑی مملکت پاکستان وجود میں آیا۔

واللہ! پاکستان کا قیام معجزۂ خداوندی ہے۔ یہ ملک اس لئے وجود میں لایا گیا ہے کہ عالم اسلام کا پیشوا بنے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو وہ افرادی قوت' وہ وسائل اور وہ سٹریٹجک اہمیت دی ہے جو کسی اور اسلامی ملک کو حاصل نہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ جس طرح بنی اسرائیل نے مصر میں فرعون کی بدترین غلامی سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی اور مصر کے فرعونی اور مشرکانہ کلچر کی تاثیر سے گئو سالہ پرستی کی اتنے خوبصورت ملک کے حصول کے بعد پاکستان کی ملت اسلامیہ بھی نہ صرف ناشکری کی مرتکب ہو کر آدھے پاکستان کو گنوا بیٹھی ہے بلکہ ہندوستان کے مشرکانہ کلچر اور مغرب کی ملحدانہ ثقافت اور سودی نظام پر مبنی معیشت پر ایسی ریجھی ہوئی ہے کہ شاید ان کو یاد بھی نہ رہا کہ پاکستان کس مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا بلکہ گزشتہ ساٹھ برسوں میں تو بہت سارے سیاسی نابغہ بھانت بھانت کی بولیاں بول کر تان اس بات پر توڑتے ہیں کہ پاکستان تو ہندوؤں کی اقتصادی و معاشی اور سیاسی غلامی سے نجات حاصل کرنے کیلئے حاصل کیا گیا تھا۔ دراصل ہمارے ہاں قیام پاکستان کو ساٹھ برس گزرنے کے بعد ایک فکری الجھاؤ اور عملی پسپائی ہے جس کے دو خوفناک نتائج سامنے آئے ہیں۔

1۔ ہم ابھی تک قومی سطح پر یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ ہم نے پاکستان کیوں بنایا تھا؟

2۔ ہم یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکے کہ پاکستان کا معاشرہ کیسا ہونا چاہئے اور ریاست (State) کی کیا نوعیت ہو؟ ہماری ruling Elite (طبقۂ اشرافیہ) جو ایک محدود اقلیت ہے اور جس نے اس ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے اس کا تصور پاکستان کچھ اور ہے اور ملک کی اکثریت جس میں دینی طبقات اور عوام شامل ہیں وہ پاکستان کے بارے میں مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔ اور آئین پاکستان کچھ اور کہتا ہے۔ اس طرح وہ خواب جو ہمارے آباؤ اجداد نے قیام پاکستان کے لئے دیکھا تھا کثرت تعبیر سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھر رہا ہے۔

اسے ملت اسلامیہ پاکستان کی بدقسمتی کہیں یا حالات کی سنگینی کہ یہ ملک جن اصولوں کی بناء پر معرض وجود میں آیا تھا وہی اب تک متعین نہیں ہو سکے اور پاکستان کی عوامی طوفانی تحریک کو جس نظریئے نے جنم دیا اسی کے بارے میں سب سے زیادہ الجھاؤ ہے۔ آج کی نئی نسل بجا طور پر یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اسے وہ محرکات و اسباب سمجھائے جائیں جن کی وجہ سے پاکستان بنا۔ اس ضمن میں بالعموم تین نقطہ ہائے نظر پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ پاکستان مسلمانوں کو ہندوؤں کے معاشی استحصال سے نجات دلانے کے لئے بنایا گیا۔

2۔تحریک پاکستان ہندوؤں کے منفی طرزِعمل کا نتیجہ اوران کے متعصّبانہ رویئے کے خلاف احتجاج تھا۔

3۔پاکستان مسلمانوں کے انفرادی ملی تشخص کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے بنایا گیا۔

لٰہذا یہ بات دلائل اور منطقی انداز میں سامنے آجاتی ہے کہ قیام پاکستان کا اصل محرک مسلمانوں کا ملی تشخص ہے۔مسلمان یہاں حاکم وحکمران رہے لیکن انہوں نے حتیٰ الامکان روادارانہ اور مصالحانہ پالیسیاں اختیار کیں اور یہاں مسلم قومیت کی نشو ونما کیلیئے سرکاری اور حکومتی سطح پر کوئی کوشش نہیں ہوئی۔

"The Meaning of Pakistan" کے مصنف ایف کے درانی نے بجا لکھا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت اس حد تک مسلمان تھی کہ حکمران مسلمان ہوتا تھا۔ اپنی طویل مدت حکمرانی میں مسلمانوں حکمرانوں نے مسلمان ملت کے قیام کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔حکومت کی پالیسی ابتداء سے آخر تک اس سلسلے میں معاندانہ تھی‘‘

سر سید احمد خان نے بہت سادہ الفاظ میں قیام پاکستان کی بنیاد یہ کہہ کر ڈالی تھی کہ ’’فرض کرو تمام انگریز اور انگریزوں کی تمام فوج ہندوستان چھوڑ کر چلی جائے تو ہندوستان پر حاکم کون ہوگا؟ کیا ایسی حالت میں بھی ہندو اور مسلمان دونوں قومیں ایک گدی پر بیٹھ کر برابر درجے پر رہ سکیں گی؟ ہرگز نہیں‘ ضرور ہوگا کہ اکثریت‘ اقلیت کو مغلوب کرکے دبائے رکھے‘‘ مسلمانان ہند کے ساتھ ہندوؤں کے متعصّبانہ رویئے کے ناقابل تردید شواہد کل بھی دستیاب تھے اور آج بھی دستیاب ہیں۔لیکن یہاں تنگ رائۓ کالم کے پیش نظر پیش کرنا ممکن نہیں البتہ اتنی بات عرض کی جاتی ہے کہ پاکستان جنوبی ایشیاء مسلمانوں کے لئے معجزہ وعطیہ خداوندی ہے۔اس کی مثال صالح علیہ السلام کی معجزے کے نتیجے میں پیدا شدہ اونٹنی کی سی ہے۔جس نے اسے کاٹنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے کبھی آسودہ حال نہیں رہے گا اور ان پر خدا کے عذاب کا کوڑا برس کر رہے گا۔ہمیں چاہئے کہ 14 اگست کو تجدید عہد کریں کہ ہم قیام پاکستان کے مقاصد کے حصول کے لئے سردھڑ کی بازی لگائیں گے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر　　خاص ہے ترکیب میں قوم سول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار　　قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری
دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں　　اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

====================